ہفت روزہ

# خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۰ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

# ماہِ صیام

خدا کے فضل سے امسال پھر ماہِ صیام آیا
خدائے پاک کا اس ماہ میں جامع کلام آیا

مہِ نورِ رحمت و غفراں کا مژدہ ساتھ لایا ہے
مئے لطفِ خداوندی کا پھر گردش میں جام آیا

خدائے پاک نے توصیف کی ہے جس کی قرآں میں
وہی ماہِ مبیں آیا وہی عالی مقام آیا

عبادت جس کی اک شب کی ہے ماہ و سال سے بہتر
وہ شب لے کر مسلماں کے لئے ماہِ صیام آیا

مبارک شب ہے وہ اللہ نے بخشا شرف اس کو
کہ جس کی زلفِ مشکیں کا بیاں خیر و سلام آیا

مقیّد ہو گیا شیطاں کھلے جنّت کے دروازے
مسلماں کے لئے پھر موقعِ نیل و مرام آیا

خدا نے خود یہ فرمایا جزا روزے کی میں دونگا
زہے تقدیرِ اُمّت جس کی خاطر یہ پیام آیا

خلوص اور اتّقا حاصل ہوا ہے روزہ داروں کو
مریضوں کے لئے لاریب صحت کا نظام آیا

مسلماں خوش و خرم ہیں کہ اس ماہِ مبارک میں
ہمارے واسطے کامل شریعت کا نظام آیا

طہارت اور تقویٰ روزہ داروں میں ہوا افزوں
جلو میں اپنے لے کر عید کو ماہِ صیام آیا

حکیم انیس احمد صدیقی

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۶ | ۲۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء | شمارہ ۴۴


# بھارت میں خون مسلم کی ارزانی

اسلام اور کفر کے درمیان ایک بڑا فرق یہ ہے۔ کہ اسلام اپنے پیروؤں کو ایفاء عہد، ہمدردیٔ انسانی، حقوقِ ہمسایہ اور حفاظتِ رعایا (بلا تفریقِ مذہب و ملّت) کا حکم دیتا ہے۔ اور ان باتوں کی پابندی مسلمانوں پر ایک مذہبی فریضے کے طور پر لازم ہو جاتی ہے۔ دیگر مذاہب میں یا تو ایسی پابندیٔ اصول مذہب کے طور پر ہے نہیں۔ اور اگر کسی قوم میں اس کا کوئی حصّہ ہو بھی۔ تو اس کی پابندی اہل اسلام کی نسبت برائے نام ہوتی ہے۔ تاریخ کی ورق گردانی کیجئے۔ آپ ہر جگہ یہی اصول کارفرما دیکھیں گے۔

بیت المقدس پر جب فاروقی عہد مبارک کے کچھ عرصہ بعد دوبارہ عیسائیوں نے قبضہ کیا تھا۔ مسلمانوں کے خون میں عیسائیوں کے گھوڑے دھنستے اور پھسلتے تھے۔ لاشوں کے انبار تھے۔ عزت و شرافت کا دیوالہ ہو گیا تھا۔ مگر جب سلطان صلاح الدین کے سامنے یورپ کی مجموعی طاقت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ اور بیت المقدس پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔ عیسائیوں کی شکستِ فاش کے باوجود مسلمانوں نے خونریزی نہ کی۔ سب کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا اعلان کر دیا۔

حالانکہ اس سے پہلے عیسائیوں کے انسانیّت سوز سلوک کا انتقام یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ان کا قتلِ عام کر دیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہونے دیا گیا۔

بہرحال مسلمانوں کی مذہبی تعلیم اور مبارک اصول انسانیت کے لئے رحم و عدل ہیں۔

تازہ مثال دیکھیئے۔ پاکستان میں سندھ بلوچستان اور مشرقی بنگال میں کروڑ کے لگ بھگ ہندو موجود ہیں۔ جن کو ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔ ان کی جان و مال ہر طرح محفوظ ہے۔ اور وہ آرام و عزت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔!

اس کے مقابلہ میں بھارت میں تین ساڑھے تین کروڑ مسلمانوں کی نہ جان محفوظ ہے۔ نہ عزت و آبرو، نہ ہی مذہب۔

آزادی کے بعد بلکہ نہرو لیاقت معاہدہ کے بعد تقریباً چار سو فسادات ہوئے۔ اور یہ سب مسلمانوں کیخلاف ہوئے۔ مسلمان زخمی اور قتل ہوئے مگر کسی جگہ کسی ہندو کو مسلمان کے قتل کے عوض سزائے موت نہیں سُنی گئی۔ وہاں بازاروں میں مسلمان چلتے پھرتے دائیں بائیں دیکھتے ہیں کہ کوئی چھرا مار دینے والا تو نہیں ہے۔ کہیں قتلِ مسلم کی مشق کو جی چاہا۔ ایک ہندو نے افواہ اڑا دی۔ فلاں گھر کے مسلمانوں نے راتوں رات گئو ماتا ذبح کر کے کھا ڈالی ہے۔ بس پھر کیا ہے۔ ہندو سورما مسلمانوں پر پل پڑتے ہیں۔ اس کے بعد عزت و شرافت اور انسانیت کے تمام تقاضے بالائے طاق رکھ دیئے جاتے ہیں۔

اور اس پر کیا موقوف ہے کہیں اذان کی آواز پر فساد ہو جاتا ہے۔ کہیں کسی معمولی سی بات پر چل پڑتی ہے۔ اور کچھ نہ ہو تو گئو ماتا کا بہانہ تو ہے ہی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اس سلسلہ میں مدھیہ پردیش کے شہر جبل پور اور ساگر کے حالیہ فسادات مسلمانوں کی حالتِ زار کا آئینہ ہیں۔

افسوس یہ فساد پھیلتے پھیلتے دھلی تک آ پہنچا اور وہاں کے فساد زدہ علاقوں سے مسلمانوں کو محفوظ مقامات پر پہنچانے کا انتظام ہونے لگا۔ سوال یہ ہے کہ آخر کونسی جگہ محفوظ ہے۔ آج نہیں تو کل سہی۔ ہر جگہ خطرہ ہی خطرہ ہے۔

جمعیۃ علمائے ہند کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے پارلیمنٹ میں حالیہ فسادات کے پس منظر اور مسلمانوں کی منظم تباہی کی طرف ایوان کو خاص طور پر توجّہ دلائی۔ اور مصیبت زدوں کو امداد اور معاینہ کے لئے بذاتِ خود تشریف لے گئے۔

مگر قیام امن کی مساعی کے لئے تنہا جمعیۃ العلماء کہاں کہاں جائے اور کیا کیا کرے۔ یہ کام تو متعلقہ حکومت کا ہے۔ اسے اپنی ذمہ داری محسوس کرنی چاہیئے۔

خدا کی قدرت مسلمانوں کے شخصی سہارے بھی یکے بعد دیگرے اُٹھتے جا رہے ہیں۔ آج نہ قدوائی مرحوم ہیں نہ مولانا آزاد، نہ مولانا احمد سعید، اور نہ شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ۔

ہندوؤں کے حوصلے روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ اگر وہ قانون و حکومت کا ذرا ڈر بھی محسوس کرتے۔ تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔ مگر ہندوؤں کی اکثریّت باوجود لادینی حکومت کے اعلان کے بھارت کو ہندو اسٹیٹ سمجھے ہوئے ہیں۔

ان کا کہنا ہے۔ کہ جب مذہب کی بناء پر ملک تقسیم ہُوا۔ تو بھارت ہمارا اور پاکستان مسلمانوں کا۔ اب مسلمانوں کو ہندو سٹیٹ میں ہندو بن کر رہنا چاہیئے یا نقل مکانی کر کے اپنے پاکستان میں جا کر مسلمان بنے رہیں۔

دراصل ہندوؤں کی پست ذہنیت دوں ہمتی اور تنگ نظری ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ اگر ہندوؤں کی اس تنگ ظرفی کا خطرہ نہ ہوتا۔ تو متحدہ ہندوستان شاید تقسیم ہی نہ ہوتا مسلمانوں نے ان کی اکثریّت سے اسی تنگ ظرفی کے خطرات محسوس کر کے اپنے حقوق کو خطرہ میں پایا۔ اور علیحدہ حکومت کا مطالبہ کیا۔

(باقی صلا۲ پر ملاحظہ ہو)

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

## حائضہ کو روزہ کی قضا کا حکم

عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اِنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَ لَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ رواہ مسلم۔

ترجمہ:- حضرت معاذہ عدویہؓ کہتی ہیں۔ کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا۔ کیا بات ہے۔ کہ حائضہ عورت روزہ قضا کرتی ہے اور نماز قضا نہیں کرتی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم کو یہ مصیبت (حیض)، پیش آتی تھی۔ پس ہم کو روزہ کی قضا کا حکم کیا جاتا تھا، اور نماز کی قضا کا حکم نہیں کیا جاتا تھا۔

## مُردے کے قضا روزوں کا بیان

عَنْ نَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ۔ رواہ الترمذی۔

ترجمہ:- حضرت نافعؒ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ رمضان کے مہینے کے روزے ہوں تو چاہیئے کہ کھانا کھلایا جائے ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو۔

## کسی کی طرف سے روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے کا بیان

عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُومُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْ يُصَلِّي اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ فَيَقُولُ لَا يَصُومُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَ لَا يُصَلِّي اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ۔ رواہ فی المؤطاء۔

ترجمہ:- حضرت مالکؒ کہتے ہیں۔ کہ ابن عمرؓ سے اس قسم کے سوالات کئے جاتے تھے کہ کیا روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے یا نماز پڑھے کوئی کسی کی طرف سے؟ آپ اس کے جواب میں کہہ دیتے۔ کہ کوئی کسی کی طرف سے نہ تو روزہ رکھے۔ اور نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔

## نفل روزوں کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَ يُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَ مَا رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَ مَا رَاَيْتُهُ فِي شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ وَ فِي رِوَايَةٍ قَالَتْ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب روزہ رکھتے تو) برابر روزے رکھتے رہتے۔ یہاں تک کہ ہم یہ کہنے لگتے کہ اب آپ روزے نہ چھوڑیں گے۔ اور جب آپ روزے چھوڑ دیتے تو ہم یہ کہتے کہ اب آپ روزے نہ رکھیں گے۔ اور نہیں دیکھا میں نے کبھی کہ پورے کئے ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی مہینہ کے روزے مگر رمضان کے۔ اور نہیں دیکھا میں نے کہ زیادہ رکھے ہوں روزے کسی مہینہ کے آپ نے مگر شعبان کے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ کہا حضرت عائشہؓ نے کہ آپؐ روزے رکھتے تھے شعبان کے پورے مہینہ کے۔

## محرّم کے روزوں کا بیان

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے روزوں کے بعد سب سے بہتر روزے خدا کے مہینے یعنی محرم کے ہیں۔ اور فرض نماز کے بعد بہترین نماز رات کی نماز ہے یعنی تہجد۔

## عاشورہ کے روزے کی فضیلت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلٰى غَيْرِهٖ اِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَ هٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:- حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ نہیں دیکھا ہے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ارادہ کرتے ہوں کسی دن کے روزے کا۔ جس کو دوسرے دنوں کے روزوں سے آپ بہتر سمجھتے ہوں۔ مگر اس دن کا روزہ یعنی عاشورا کے دن کا۔ اور اس مہینہ کا روزہ یعنی ماہ رمضان کا روزہ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حِيْنَ صَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَ اَمَرَ بِصِيَامِهٖ قَالُوْا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّهُ يَوْمٌ يُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَ النَّصَارٰى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَئِنْ بَقِيْتُ اِلٰى قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ رواہ مسلم۔

ترجمہ:- حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو اس دن کے روزہ کا حکم دیا۔ تو لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ اس دن کی تو یہود و نصاریٰ عظمت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر زندہ رہا میں اگلے سال تک تو روزہ رکھوں گا نویں تاریخ کا بھی۔

---

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا مت بھولئے۔ اور جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ کا آنا ضروری ہے۔ (مینیجر)

**خطبۃ یوم الجمعۃ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۶۱ء**

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:۔

# قیامت کے روز کون لوگ خسارے میں رہیں گے

## اس کے شواھد

### پہلا شاھد

الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یفسدون فی الارض ط اولئک ھم الخسرون ٥ (سورۃ البقرۃ ع ۳ پ ۱)۔

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ (تعالیٰ) کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ (تعالےٰ) نے حکم دیا ہے۔ اسے توڑتے ہیں۔ اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

### حاصل

یہ ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے عہد پکا کر کے توڑتے ہیں۔ اور جس صلہ رحمی کرنے کا اللہ نے حکم دیا اسے بجائے جوڑنے کے توڑتے ہیں۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

### دوسرا شاھد

ومن الناس من یعبد اللہ علیٰ حرف ج فان اصابہ خیر ن اطمان بہ ج وان اصابتہ فتنۃ ن انقلب علیٰ وجھہ قف ج خسر الدنیا والاخرۃ ط ذٰلک ھو الخسران المبین ٥

(سورۃ الحج ع ۲ پ ۱۷)۔

ترجمہ:۔ اور بعض وہ لوگ ہیں۔ کہ اللہ کی بندگی کنارے پر ہو کر کرتے ہیں۔ پھر اگر اسے کچھ فائدہ پہنچ گیا۔ تو اس عبادت پر قائم ہو گیا۔ اور اگر تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل پھر گیا۔ دنیا اور آخرت گنوائی۔ یہی وہ صریح خسارا ہے۔

### حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی بعض آدمی دنیا کی غرض سے دین کو اختیار کرتا ہے۔ اور اس کا دل مذبذب رہتا ہے۔ اگر دین میں داخل ہو کر بھلائی دیکھے۔ بظاہر بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پائے۔ تو چھوڑ دے۔ ادھر دنیا گئی، ادھر دین گیا۔ کنارے پر کھڑا ہے۔ یعنی دل نہ اس طرف ہے، نہ اس طرف۔ جیسا کہ کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو۔ جب چاہے نکل بھاگے۔

### تیسرا شاھد

الذین اٰتینٰھم الکتٰب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم م الذین خسروا انفسھم فھم لا یؤمنون ٥ (سورۃ الانعام ع ۲ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے۔ وہ اسے پہچانتے ہیں۔ جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہی ایمان نہیں لاتے۔

### حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی اس کے علاوہ کہ میری صداقت کا خدا گواہ ہے۔ اور قرآن کریم اس کی ناطق و ناقابل تردید شہادت دے رہا ہے۔ وہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) بھی جن کی طرف کتب سماویہ کا عالم سمجھ کر تم میرے معاملہ میں رجوع کرتے ہو۔ اپنے دلوں میں پورا یقین رکھتے ہیں۔ کہ بلا شبہ میں وہی نبی آخر الزماں ہوں۔ جس کی بشارت انبیاء سابقین دیتے چلے آئے ہیں۔ ان کو جس طرح بہت سے بچوں میں سے اپنی اولاد کی شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ ایسے ہی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی صداقت کے معلوم کرنے میں بھی کوئی شبہ اور دھوکہ نہیں ہے۔ البتہ حسد، کبر، تقلید آباء اور حب جاہ و مال وغیرہ اجازت نہیں دیتے۔ کہ مشرف بایمان ہو کر اپنی جانوں کو نقصان دائمی اور ہلاکت ابدی سے بچائیں۔

### چوتھا شاھد

قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ ط حتیٰ اذا جاءتھم الساعۃ بغتۃ قالوا یحسرتنا علیٰ ما فرطنا فیھا لا وھم یحملون اوزارھم علیٰ ظھورھم ط الا ساء ما یزرون ٥

(سورۃ الانعام ع ۴ پ ۷)۔

ترجمہ:۔ وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنے رب کی ملاقات کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آ پہنچے گی۔ تو کہیں گے۔ اے افسوس ہم نے اس میں کیسی کوتاہی کی۔ اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے۔ خبردار وہ برا بوجھ ہے۔ جسے وہ اٹھائیں گے۔

### حاصل

یہ ہے۔ کہ دنیا میں رہتے ہوئے جو لوگ قیامت کا انکار کرتے تھے، اور جو گناہ دنیا میں رہتے ہوئے کئے تھے، ان کا بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وہ برا بوجھ ہے جو اٹھائیں گے۔

اللّٰھم احفظنا منہ

### پانچواں شاھد

والوزن یومئذ الحق ج فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون ٥ ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسھم بما کانوا باٰیٰتنا یظلمون ٥ (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸)۔

ترجمہ:۔ اور واقعی اس دن وزن بھی ہو گا۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہو گا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہونگے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہو گا۔ سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا

نقصان کیا۔ اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

## حاصل

یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن اعمال تلیں گے۔ پھر جس شخص کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا۔ وہ لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور جس شخص کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہو گا۔ یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں آ کر برے کام کر کے اپنا نقصان کیا۔

## چھٹا شاھد

لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ (سورۃ الانعام ع۲ پ۷)۔

ترجمہ:۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کریگا۔ جس میں کچھ شک نہیں۔ جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہ ایمان نہیں لاتے۔

## حاصل

یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن ضرور اللہ تعالےٰ سب انسانوں کو اکٹھا کریگا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالنے والے ہیں۔ وہ قیامت کے دن کی آمد کو نہیں مانتے۔

## ساتواں شاھد

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۝ (سورۃ المؤمن ع۹ پ۲۴)۔

ترجمہ:۔ پھر جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے۔ تو وہ اپنے علم و دانش پر اترانے لگے۔ اور جس پر وہ ہنسی کرتے تھے۔ وہ ان پر الٹ پڑا۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے۔ جو ایک ہے۔ اور ہم نے ان چیزوں کا انکار کیا۔ جنہیں ہم پوجتے تھے۔ ان کے ایمان نے نفع نہ دیا۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ یہ سنت الٰہی ہے۔ جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے۔ اور اس وقت کافر خسارہ میں رہ گئے۔

## حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے نبی ان کے پاس آئے۔ تو وہ لوگ اپنے علم پر اترانے لگے اور جس عذاب الٰہی کا مذاق اڑاتے تھے۔ وہی ان پر نازل ہوا۔ جب عذاب الٰہی دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے۔ ایسے حال میں کہ وہ اکیلا ہے۔ اور جنہیں ہم اس کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے۔ ان کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے ایمان لانے سے ان کو کوئی نفع نہیں ہوا۔ عادت اللہ یہی ہے۔ کہ عذاب آنے پر ایمان لانا مفید نہیں ہوتا اور کافروں نے خسارہ اٹھایا۔

## آٹھواں شاھد

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ (سورہ آل عمران ع۱۶ پ۴)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اگر تم کافروں کا کہا مانو گے۔ تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر دیں گے۔ پھر تم نقصان میں جا پڑو گے۔

## حاصل

یہ ہے۔ کہ اگر تم نے کافروں کی پوری تابعداری کی۔ تو تمہیں اسلام کے دائرے سے نکال دیں گے۔

## نواں شاھد

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ (سورۃ عنکبوت ع۵ پ۲۱)۔

ترجمہ:۔ کہہ دو۔ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جانتا ہے۔ اور جو لوگ جھوٹ پر ایمان لائے۔ اور اللہ تعالےٰ کا انکار کیا وہی نقصان پانے والے ہیں۔

**حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ** تعالےٰ کی گواہی یہی کہ سچوں کو دن پر دن بڑھایا۔ اور جھوٹوں کو مٹایا۔

## دسواں شاھد

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ (سورۃ المنافقون پ۲۸ ع۲)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا۔ سو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

## گیارھواں شاھد

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ .... بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝ (سورۃ النمل ع۱ پ۱۹)

ترجمہ:۔ البتہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ ہم نے ان کے اعمال ان کے لئے اچھے کر دکھائے ہیں۔ پس وہ سرگرداں پھرتے ہیں۔ وہی ہیں جنہیں بڑا عذاب ہوتا ہے۔ اور وہ آخرت میں بڑے ہی خسارہ میں ہونگے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

بقیہ:

# خونِ مسلم کی ارزانی

(ص۳ سے آگے)

جب ملک میں بعض آزادی پسند تقسیم ملک کی اس لئے مخالفت کرتے کہ کہیں اس تقسیم کے جھگڑے کو طول دے کر فرنگی اپنی حکمرانی کی عمر میں اضافہ نہ کر لے۔ تو مشہور احرار لیڈر چودھری افضل حق صاحب مرحوم نے لکھا۔ کہ پاکستان کی مخالفت نہ کرو۔ یہ دکھیا دلوں کی آواز ہے۔ وہ ہندو ذہنیت سے حیران تھے۔ کہ جو تمام دن مسلمانوں کے ساتھ اکٹھے رہ کر آزادی کی اسکیمیں سوچتے ہیں۔ اور جب کھانے کا وقت آتا ہے۔ تو مسلمانوں کو اچھوت اور ناپاک سمجھتے اور چوکہ کو چھونے سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیاست بگھارنے میں اکٹھے بیٹھتے اور تجارت میں مسلمانوں کا

گلا گھونٹ دیتے۔

آزادی پسند مسلمان یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے آزادی کی خاطر سب برداشت کرتے تھے۔ ان کو مسلمانوں کی اجتماعی قوت پر بھروسہ تھا۔ کہ اگر وہ ایک اور نیک رہیں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت ان ہی کے شامل حال ہو گی۔!

کاش! کہ ہم خیر القرون کے مسلمانوں کے نقش قدم پر چلتے۔ ہم کتاب و سنت کو اپناتے۔ تو غیر مسلم دنیا کو پتہ لگ جاتا۔ کہ اسلام اور مسلمان کا کیا معنی ہے۔ اور ان پر ظلم و ستم کا کیا نتیجہ ہوتا ہے؟

ہمارا خیال ہے کہ بھارتی حکومت اپنی تنگ نظر اکثریت کے سامنے بے بس ہے۔ بیچارے نہرو اب ستر سال کی عمر میں کیا امن قائم کریں گے۔ اگر وہ گاندھی جی کی طرح ذلیل ہندوؤں کے جذبۂ آدم کشی کا شکار ہونے سے بچے رہیں۔ تو بھی بڑی بات ہے۔ مسلمانوں کا خدا حافظ۔

لیکن ہم بھارتی ہندوؤں کو یہ یقین دلاتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا ایک آقا اور مالک ہے۔ وہاں دیر ہوتی ہے مگر اندھیر نہیں ہوتا۔

یاد رکھو! اگر بھارتی مسلمانوں کی جان و مال کے تم اس لئے دشمن ہو کہ وہ مسلمان کیوں ہیں۔ تو یہ تمام عالم اسلام کے لئے اعلانِ جنگ ہے۔ جسکا مقابلہ کرنا تمہارے بس کی بات نہیں۔ مسلمانوں کے آقا نے ابھی صرف تمہارے سر پر یو این او کی تلوار لٹکائی ہے۔ اور بقول نہرو بھارتی کمیونسٹ چینیوں کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔ یہ ابتدا ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔



جناب محمد شفیع عم الدین صاحب (رسانگھڑ)

# شب قدر

یہ رمضان مبارک کی ایک رات ہے اور وہ کون سی رات ہے؟ اس بات کا علم تو صرف اللہ تعالےٰ کو ہے۔

## مگر

مخبر صادق حضرت سیدنا خاتم النبیین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ شب قدر کی تلاش رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں کرو۔ یعنی رمضان مبارک کی ۲۱ر ۲۳ر ۲۵ر ۲۷ر اور ۲۹ر شب میں سے یہ ایک شب ہے۔

## اس شب کی سب سے بڑی خصوصیت نزول قرآن ہے

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اُتارا ہے۔

یعنی اللہ تعالےٰ نے سارا قرآن مجید لوح محفوظ سے بیت العزت یعنی آسمان دنیا یا اول آسمان پر اس شب کو نازل فرمایا۔

پھر حسب موقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تئیس ۲۳ برس تک نازل ہوتا رہا۔

## لہٰذا

اس شب کی یہ سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا آخری پیغام قیامت تک پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے اپنے آخری پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما کر انسانوں کو ہدایت دارین کی فلاح و بہبود اور رضامندی کی راہ ان پر واضح فرما دی۔

## حمد باری تعالیٰ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجًا (الکہف آیت ۱)

ترجمہ:۔ سب تعریف اللہ کے واسطے ہے۔ جس نے اپنے بندہ پر یہ کتاب اتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی۔

یعنی اعلیٰ سے اعلےٰ تعریف اور شکر کا مستحق وہ ہی خدا ہو سکتا ہے جس نے اپنے مخصوص و مقرب ترین بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے اعلےٰ و اکمل کتاب اتاری اور اس طرح زمین والوں کو سب سے بڑی نعمت سے مشرف و ممتاز فرمایا۔ بے شک اس کتاب میں کوئی ٹیڑھی ترچھی بات نہیں۔ عبارت انتہائی سلیس و فصیح، اسلوب بیان نہایت مؤثر و شگفتہ، تعلیم نہایت متوسط و معتدل جو ہر زمانہ اور ہر طبیعت کے مناسب اور عقل سلیم کے مطابق ہے۔ کسی قسم کی افراط و تفریط کا اس میں شائبہ نہیں۔

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

## قرآن کریم بین الاقوامی دستور العمل ہے

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (القلم)

ترجمہ:۔ اور حالانکہ یہ قرآن تمام دنیا کے لئے صرف نصیحت ہے۔

## سب بندوں کو قرآن کے احکام پر چلنا چاہیئے

ہمیں چاہیئے کہ اس عظیم ترین نعمت کی پوری قدر کریں۔ اور اس پر مضبوطی سے کمربستہ رہیں۔

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۝ (الزخرف آیت ۴۳-۴۴)

ترجمہ:۔ پھر آپ مضبوطی سے پکڑیں اُسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے۔ بے شک آپ سیدھے راستے پر ہیں۔ اور بے شک وہ (قرآن) آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے ایک نصیحت ہے۔ اور تم سب سے اس کی باز پرس ہو گی۔

"یعنی یہ قرآن کریم خاص تیرے اور تیری قوم کے لئے خاص فضل و شرف کا سبب ہے۔ اس سے بڑی عزّت اور خوش نصیبی کیا ہو گی۔ کہ اللہ کا کلام ساری دنیا کی نجات و فلاحِ ابدی کا دستور العمل ان کی زبان میں اترا۔ اور وہی اس کے اوّلین مخاطب قرار پائے۔ اگر عقل ہو تو اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کریں۔ اور قرآن کریم جو ان سب کے لئے بیش بہا نصیحت نامہ ہے۔ اس کی ہدایات پر چل کر سب سے پہلے دنیوی و اخروی سعادتوں کے مستحق ہوں۔

یعنی آگے چل کر پوچھ ہو گی۔ کہ اس نعمتِ عظمیٰ کی کیا قدر کی تھی اور اس فضل و شرف کا کیا شکر ادا کیا تھا؟" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

حاصل کلام!

اس نعمتِ عظمیٰ کی پوری پوری قدر کرو اور قدر دان بن کر یہ زندگی کے چار دن اس کے احکام کے مطابق گزارو۔ ورنہ وہ وقت آنیوالا ہے۔ کہ دستِ حسرت ملو گے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہو گا۔

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (الزمر آیت ۵۵ - ۵۸)۔

ترجمہ:- اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو۔ جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ کہیں کوئی نفس کہنے لگے۔ ہائے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی۔ اور میں ہنسی ہی کرتا رہ گیا۔ یا کہنے لگے۔ کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا۔ تو میں پرہیزگاروں میں ہوتا یا کہنے لگے۔ جس وقت عذاب کو دیکھے گا۔ کہ کاش! مجھے میسّر ہو واپس لوٹنا۔ تو میں نیکو کاروں میں سے ہو جاؤں۔

## اس وقت یہ جواب ملے گا

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (الزمر آیت ۵۹)۔

ترجمہ:- ہاں تیرے پاس میری آیتیں آچکی تھیں۔ سو تو نے انہیں جھٹلایا اور تو نے تکبّر کیا۔ اور منکروں میں سے تھا۔

## احکام قرآن سے اعراض کرنے والوں کا انجام

جو انسان اس "بین الاقوامی قانون" (قرآن مجید) کے احکام پر نہ چلے۔ اُسے اپنے بد انجام سے ڈرنا چاہیئے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ (طٰہٰ آیت ۱۲۴)۔

ترجمہ:- اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی۔ اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

## اسکا سوال

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ (طٰہٰ آیت ۱۲۵)

ترجمہ:- کہے گا۔ اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں بینا تھا۔

## اسکو جواب ملیگا

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ (طٰہٰ آیت ۱۲۶)۔

ترجمہ:- فرمائیگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا گیا ہے۔

## انکی شکایت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کرینگے

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ (الفرقان آیت ۳۰)۔

ترجمہ:- اور رسول کہے گا۔ اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا۔

## قابلِ غور بات

ذرا اپنا جائزہ لیں۔ کہ آپ کا رویّہ

---

# رمضان کا مہینہ

جناب عبد الحمید خان شوقؔ

افسوس جا رہا ہے رمضان کا مہینہ　　انعامِ ایزدی کے اعلان کا مہینہ
ہر ذرّہ زمیں پھر ہمدوشِ آسماں ہے　　اُترا ہے آسماں سے کس شان کا مہینہ
اس ماہ میں خدا نے اُمّ الکتاب بھیجی　　ہے کس قدر مبارک قرآن کا مہینہ
ہر قلب ہو گیا ہے ذکرِ خدا سے روشن　　لایا ہے نورِ عرفان عرفان کا مہینہ
تاریکیٔ ضلالت پھر مِٹ کے رہ گئی ہے　　ظاہر ہوا ہے نورِ ایمان کا مہینہ
بڑھ جاؤ نیکیوں میں لے جاؤ گوئے سبقت　　آیا ترقیوں کے میدان کا مہینہ
کیا لطف دے رہے ہیں رمضان کے یہ روزے　　آیا ہے زندگی کے سامان کا مہینہ

اک بار زندگی میں پھر شوقؔ آگیا ہے
اس ربِّ دو جہاں کے احسان کا مہینہ

قرآن کریم کے ساتھ کیسا ہے۔ مثلاً قرآن کہتا ہے۔ کہ نماز پڑھو۔ کیا آپ نماز پڑھتے ہیں؟ وہ کہتا ہے زکوٰۃ دو۔ کیا آپ زکوٰۃ دیتے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ رمضان کے روزے رکھو اگر بیماری یا سفر کا عذر درپیش نہ ہو۔ تو کیا آپ روزے رکھتے ہیں؟ اگر عذر کے ساتھ قضا ہو جائیں۔ تو کیا قضا روزے رکھتے ہیں؟ علیٰ ہٰذالقیاس دیگر احکامِ قرآن پر آپ کا عمل ہے؟

## اس شب کی عبادت کا ثواب

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس رات کا نیک عمل، روزہ اور نماز دوسرے ایک ہزار مہینوں کے نیک اعمال، روزہ اور نماز سے بہتر ہے۔ (حضرت ابن کثیرؒ)

### حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

### حدیث

اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْیَا اللَّیْلَ وَ اَیْقَظَ اَهْلَهٗ وَ شَدَّ

(ریاض الصالحین بحوالہ متفق علیہ)

ترجمہ:۔ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا۔ تو آپ راتوں کو (عبادت کے لئے) جاگتے۔ اور اپنے گھر والوں کو (بھی عبادت کے لئے) جگاتے اور تہ بند کو مضبوط باندھ لیتے (یعنی عبادت زیادہ کرتے)۔

خوش نصیب ہیں۔ وہ حضرات جو ان راتوں میں اسوۂ حسنہ کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

## بخشش کی رات

### حدیث

حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ایمان کے ساتھ بامید ثواب رمضان کی راتوں میں نماز پڑھیگا۔ اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے نماز پڑھے گا۔ اس کے بھی گذشتہ قصور معاف ہو جائیں گے۔ (بخاری)

ایم عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

# لیلۃ القدر کی برکتیں اور دعائیں

قرآن پاک کی سورتوں میں سے ایک سورۃ کا نام القدر ہے جو کہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اور جس کی پانچ آیات ہیں۔ اس رات قرآن مجید لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر اُتارا گیا۔ اور شاید اسی شب میں آسمانِ دنیا سے پیغمبر علیہ السلام پر اُترنا شروع ہوا۔

اس رات میں نیکی کرنا ایسا ہے گویا ہزار مہینے تک نیکی کرتا رہا۔ بلکہ اس سے بھی زائد۔

لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (پ ۳۰ ع ۲۲)۔

اس رات اللہ کے حکم سے رُوح القدس یعنی حضرت جبرئیلؑ بے شمار فرشتوں کے ہجوم میں نیچے اُترتے ہیں۔

تاکہ عظیم الشان خیر و برکت سے زمین والوں کو مستفیض کریں۔ اس مبارک شب میں باطنی حیات اور روحانی خیر و برکت کا ایک خاص نزول ہوتا ہے۔ انتظام عالم کے متعلق جو کام اس سال میں مقدّر ہیں ان کے نفاذ کی تعیین کے لئے فرشتے آتے ہیں۔ ہر قسم کے امورِ خیر لے کر آسمان سے اُترتے ہیں۔ وہ رات امن و چین اور دلجمعی کی رات ہے۔ اس میں اللہ والے لوگ عجیب و غریب طمانیت اور لذت و حلاوت اپنی عبادت کے اندر محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ اثر ہوتا ہے نزول رحمت و برکت کا جو رُوح و ملائکہ کے توسّط سے ظہور میں آتا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ اس رات جبرئیلؑ، فرشتے، عابدین و ذاکرین پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ یعنی اُن کے حق میں رحمت اور سلامتی کی دُعا کرتے ہیں۔ غروبِ آفتاب سے صبح صادق تک یہی سلسلہ رہتا ہے۔ اس طرح وہ پوری رات مبارک ہے۔

قرآن کریم سے معلوم ہوا۔ کہ وہ رات رمضان شریف میں ہے۔ اور حدیث صحیح نے بتلایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں خصوصاً عشرہ کی طاق راتوں میں اس کو تلاش کرنا چاہیئے۔ پھر طاق راتوں میں ستائیسویں شب پر گمان غالب ہوا۔ واللہ اعلم۔

بہت سے علماء نے تصریح کی ہے کہ شب قدر ہمیشہ کے لئے کسی ایک رات میں متعین نہیں۔ ممکن ہے ایک رمضان میں کوئی رات ہو اور دوسرے میں دوسری۔

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

اے دوست چہ پُرسی تو شبِ قدر نشانی
ہر شب شبِ قدر است گر قدر بدانی

یہ وہ رات ہے جس رات
بُستانِ رحمت کے گلہائے نو شگفتہ

ہم گنہگار بندوں کو رمضان کی راتوں میں عبادت کر کے گناہوں کی معافی کا مستحق بننا چاہیئے۔

## نزولِ رحمت کی رات

### حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں۔ اور ہر اس بندہ پر رحمت بھیجتے ہیں یا اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ جو کھڑے یا بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر یا اس کی عبادت کر رہا ہو (مشکوٰۃ)

## شب قدر کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

ترجمہ:۔ اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے۔ تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھے معاف کر دے۔

اپنی مہک بیزی سے مشامِ عالم کو معطّر کرتے ہیں۔

یہ وہ رات ہے۔ جس رات معصوموں کا سردار، قدسیوں کا تاجدار روح الامین معہ ملائکۂ سماء و سبّوحیانِ عرشِ بریں محبوبِ خدا کے لاڈلوں کی زیارت کو آتا ہے۔ مصافحہ فرماتا ہے۔ مغفرت کی بشارت سُنا کر عاشقانِ سیّد الانس والجانّ کو فرطِ مسرّت سے رُلاتا ہے۔ اور ازخود رفتہ بناتا ہے۔

اللہ! اللہ! کیسی پیاری رات ہے کہ ربِّ جلیل اپنا کرم خاص بندوں پر فرما کر غروبِ آفتاب سے طلوعِ فجر تک برابر محبّت بھری صداؤں میں اپنے بندوں کو پکارتا ہے۔

کیا ہے کوئی جو ہم سے بخشش طلب کرے؟ اور ہم بخش دیں۔ کیا ہے کوئی جو رزق مانگے اور ہم اُسے عطا فرمائیں۔ کیا ہے کوئی جو صحت کا طالب ہو، اور ہم اُسے شفا دیں۔ کیا ہے کوئی جو یہ مانگے۔ وہ مانگے اور ہم اُسے دیں۔

لیلۃ القدر عزّت و عظمت، شرف و منزلت میں تمام راتوں سے افضل ہے اور یہ کیوں نہ ہو۔ کہ اس رات میں عزّت و فوقیّت والی کتاب شرف و عظمت والے نبی پر اعزاز و اکرام والے فرشتہ کے ذریعہ جلالت و جبروت والی ذات کی طرف سے مکّہ معظّمہ جیسی عزّت والی جگہ پر نازل ہوئی۔

## شکستہ دل کی دُعا سُن لے اے کریم و رحیم

اے خالقِ ارض و سما! اے مالکِ بحر و برّ! اے عصیاں شعار کو اپنی آغوشِ رحمت میں لینے والے غفور الرّحیم!

میں ہر طرف سے پھر پھرا کر اور سب سے مایوس و نا امید ہو کر تیری بارگاہ میں ایسی حالت میں آیا ہوں کہ میں نہ ایمانِ محکم رکھتا ہوں۔ اور نہ حسنِ عمل کی پونجی، اور نہ اطاعت و عبادت کا سرمایہ، تیرا بھاگا ہُوا غلام، اور نافرمان بندہ تیرے در پر صرف ذِلّت کے پسینہ میں ڈوبی ہوئی پیشانی چشمِ خونبار اور پُرسوز قلب لے کر اس امید پر حاضر ہُوا ہوں۔ کہ میری شکستگیٔ دل کو جوڑ دے۔ میری درد بھری آواز کو سُن لے اور میرے مضطرب و بے چین قلب کو تسکین دے

اے فرمانبردار و نافرمان اور کافر و مسلمان کے خالق و مالک اور رازق و ربّ! آج کل تیرے پسندیدہ دینِ اسلام پر مصائب کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ اعدائے اسلام تیرے نام لیواؤں سے محض اس وجہ سے بر سرِپیکار ہیں کہ وہ دنیا میں تیری محبّت و عبدیّت کا دَور دورہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور تیرے بندوں کو گھیر گھار کر تیرے دروازہ پر لا گرانا چاہتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی آتشِ فتن میں ہم گھر گئے ہیں اور صعوبتیں، کلفتیں و اذیتیں شبانہ روز ترقی پذیر ہوتی ہوئی حدِّ اعتدال سے تجاوز کر چکی ہیں۔ اور ہمیں چاروں طرف سے مصائب و آلام آفات و فسادات و تکالیف و بلیّات نے گھیر لیا ہے۔

فاران کی چوٹیوں پر آفتابِ ہدایت کو طلوع کرنے والے ہادی اور رسولِ پاک صلعم کو مبعوث کرنے والے اور اسلام کے ذریعہ ہدایت کرنے والے خدا! آج اسلام کے نام لیواؤں، اور اتباعِ رسول صلعم کے دعویداروں اور نام نہاد مسلمانوں نے تیرے اور تیرے رسول صلعم کے احکام کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ احکامِ شریعت کی پابندیوں کو قید سخت سے زیادہ ناگوار سمجھتے ہیں۔ اور وہ معیشت میں، خواہشِ عیش و عشرت میں تمنّائے دولت میں، دنیا کی محبّت میں، اور آرزوئے عزّت و عظمت میں اس قدر محو ہو رہے ہیں کہ اُنہیں کبھی عقبیٰ کا خیال اور فکرِ مآل چھو بھی نہیں جاتا۔ واعظ گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاّتے ہیں۔ اور وہ کان کھول کر سُنتے ہیں۔ مگر اثر خاک نہیں ہوتا۔ تیری نافرمانی کا انجام و مآل دیکھتے ہیں۔ مگر بُھلا دیتے ہیں۔ تیرے احکام و فرامین اور مواعظ و مواعید سنتے ہیں۔ اور پھر کچھ یاد نہیں رکھتے۔ کہنے کو مسلمان اسلام کے نام پر جان قربان کرنے کو تیّار ہوتے ہیں۔ مگر جاہلانہ رسموں کی تعمیل کے لئے آمادہ ہوتے ہیں۔ تیرے اور تیرے رسول کے احکام سے کوسوں دُور، نہ دین کی پرواہ نہ آخرت کا خوف، نہ تیرا ڈر نہ تیرے رسول کا خطرہ، نہ جہنّم کا خیال۔

وہ ہیں اور غفلت کی میٹھی نیندیں جوانی کی راتیں ہیں اور فسق و فجور کی مشغولیتیں کوئی سمجھائے تو بگڑنے کو تیّار، کوئی ڈرائے تو مضحکہ اُڑانے پر آمادہ، تیرا ایمان صرف کھلونا، اتباعِ رسول صرف کھیل اور دل بہلاوا، اسلام کے احکام محض کہانیاں اور صرف اعتقاد میں رکھنے کی چیزیں، وہ بھی سُنی سنائی، دماغ میں عقل ہے مگر بیکار، دل میں حِس ہے مگر سویا ہُوا۔ آنکھوں میں روشنی ہے مگر غیر حقیقت بین ایمان کے دشمن، کفر کے دوست، تجھ سے الگ، اور تیرے مخالفوں سے مِلاپ، اپنوں کے دشمن اور غیروں کے دوست۔

نافرمانوں، گردن کشوں اور عصیاں شعاروں کے درد دکھ اور بِپتا کو سُننے والے مجیبِ دعوات! صرف اسی پر بس نہیں بلکہ اُن کے رہنما اور رہبر بھی بگڑ گئے ہیں۔ نفاق و افتراق خود بینی اور خود پرستی، بیجا ضِد و تعصّب اور نفس پرستی نے اُمّتِ مُسلمہ کے پیشواؤں کو گھیر لیا ہے۔ وہ رات دن ایک دوسرے کی تذلیل و تحقیر، تخریب و تدمیر اور تکفیر و تفسیق میں مشغول رہتے ہیں۔ اپنے حلوے مانڈے اور جاہ و عزّت کے لئے ان کی پابوسی کرتے ہیں۔ جو تیرے پرستاروں سے بیزار ہیں۔ تیرے دین کی خدمت اور قومی مفاد پر اپنے اغراض کو مقدّم رکھتے ہیں۔ اُن میں خلوص و ایثار کا نام نہیں۔ اور قوم کی تباہی کا ذرّہ بھر احساس نہیں۔

اے دنیا میں اسلام کا نور پھیلانے والے نورالسّمٰوات والارض! ارضِ حجاز کو حرمت و عظمت کا فخر عطا کرنے والے قدّوس! اے آتشِ نمرود کو گلزار کرنے والے قادرِ مطلق، اور اے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے بچانے والے اور ان کو آزادی کی نعمت عطا کرنے والے عاجز نواز! ابھی ہماری تباہی کی دردناک داستان اِسی پر ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ تیرے بندوں اور توحید کے علمبرداروں کے لئے دنیا میں کہیں امن نہیں رہا۔

لومبا کے قتل سے ساری دنیا میں اضطراب اور خاص کر افریقہ میں خطرناک حالات رُونما ہوئے ہیں۔ الجزائر میں مسلمان، فرانسیسیوں کے ظلم و ستم برداشت کر رہے ہیں۔ آج مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ اور اُن کو شہید

دینے والے بھی وہی دشمن ہیں جو تیری ہزار ہا نعمتوں سے مالا مال ہونے کے باوجود خود تیری خدائی کا انکار کرتے ہیں ۔ !

تیرے دین کے سیاسی و روحانی نظام و اقتدار کا ہر جگہ گلا گھونٹا جا رہا ہے ۔ اور تہذیب و انسانیت اور جمہوریت کے دعوے داروں نے تیرے نام لیواؤں پر وہ وہ زہرہ گداز مظالم توڑے ہیں ۔ جن کے سُننے سے کلیجہ شق ہوتا ہے ۔ اور بھیڑیئے بھی پناہ مانگتے ہیں ۔

راعی اور رعایا کے خدا ! اور ظالم و مظلوم کے منصف ! مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے وہ واقعات ہیں ۔ کہ اگر آہ و بکا کی تمام صدائیں ، درد و کرب کی تمام چیخیں ، اضطراب و الم کی تمام پکاریں ، سوزش و تپش کی تمام بیقراریاں اور حسرت و تڑپ کی وہ تمام ہچکیاں جو بنی نوع انسان سے ممکن ہیں ، جمع کی جائیں ۔ تو اِن حوادثِ کبریٰ کے لئے اَقل ہیں ۔

اے میرے مولا ! یہ سب کچھ ہے ۔ مگر رونا اور سر پھوڑنا تو یہ ہے کہ مسلمان اب بھی اس تباہی کو محسوس نہیں کرتے ۔ جہاں ان کو ذرا بھی اس صعوبت سے چین ملتا ہے وہیں وہ پھر تمہاری آزمائش کو بھول جاتے ہیں ۔ اور فوراً فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔ اور ان کو ایسی جلد نیند آجاتی ہے ۔ گویا جو کچھ ہُوا وہ ایک خواب تھا ۔

بارِ الٰہا ! مسلمانوں پر جو آفت آئی وہ تو ایسی تھی کہ نہ صرف یہی نسلیں بلکہ آئندہ بھی اس سے عبرت حاصل کرتیں ۔ اور تیرے غصّہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہر اُس کام سے نفرت کرتیں جن سے تو ناراض ہوتا ہے ۔

اے آقا ! جہاں تو نے ہمارے اعمال کی ایسی خوفناک سزا دی ہے ۔ وہاں ہماری قوّتِ احساس کو بھی جگا دے ۔ کہ ہم ان ٹیسوں کو نہ بھولیں ۔ اور تیری رضاجوئی کو ہر کام پر مقدّم کر لیں ۔

مَولا ! ہماری دردناک بے حیائی ، اور سرکشی کی حد تو وہاں اور بھی ہو گئی ۔ جہاں تو نے اپنے فضل سے آزادی دی ۔ اور ہماری گردنوں کو اغیار کے ظلم و ستم سے آزاد کیا ۔ وہاں ہم تیرے غصّہ کو بالکل ہی بھُلا بیٹھے ۔ ہم نے تجھ سے وعدہ کیا تھا ۔ کہ ہم آزاد ہو کر تیری اور صرف تیری حکومت قائم کریں گے ۔ اور تیرے برگزیدہ نائبین خلفائے راشدین کے قدم بقدم چلیں گے ۔ ہم بھی بنی اسرائیل کی طرح نفس کے بچھڑے کی پوجا کرنے لگے ۔ اور فوراً ہی بھُول گئے ۔ کہ تو نے ہم کو ظلم و عدوان ، وحشت و بربریت کے خوفناک دریا سے پار کر دیا ہے ۔

اے مولا ! جن کو تو نے آزادی کی راحت بخشی ، جو اب تیری حکومت قائم کرنے میں پورے آزاد تھے ۔ آج اپنے نفس کی حکومت قائم کر رہے ہیں ۔ اب تیرے فضل و کرم سے فیلڈ مارشل صدر محمد ایوب خاں نے اس بات کا بیڑہ اُٹھایا ہے سو تو اُنہیں جلد کامیاب فرما ۔

مولا ! ہم دردمند غلام تو اس بات پر پورا یقین و ایمان رکھتے ہیں ۔ کہ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۔

مولا ! ہم تو تیری اس سخت پکڑ سے ابھی تک لرزہ بر اندام ہیں ۔ ہمارے زخم ابھی وَا ہیں ۔ ہماری تباہیاں ابھی تک آنکھوں میں پھر رہی ہیں ۔

مَولا ! ہمارے اُن بھٹکے ہوئے بھائیوں اور خوابیدہ اخوان کی آنکھیں کھول دے ۔ کہ اُن کے ہاتھ تو نے بندشوں سے آزاد کر دیئے ہیں ۔ مگر وہ تیرے بتائے ہوئے راستہ پر چلتے ہیں ، نہ دوسروں کے لئے راستہ کھولتے ہیں ۔

اے ربِّ بے نیاز ! ہم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں ۔ کہ ہمیں اپنے کئے کی سزا ملی ۔ اور اگر اب بھی ہوشیار نہ ہوئے تو آئندہ ملے گی ۔ ہم نے تجھ کو چھوڑا ۔ تجھ سے منہ موڑا ۔ تیرے حبیب ؐ کو دھوکہ دیا ۔ تیرے احکام کو پسِ پُشت ڈال دیا ۔ تیرے دین کا نام لے کر دھوکہ دیا ۔ تجھ سے غداری کی ، اور تجھ سے اپنا رشتہ توڑا ۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ہماری عظمت و شوکت پارہ پارہ ہو گئی ۔

ہماری امارت لُٹ گئی ۔ عزّت مِٹ گئی ۔ دولت نے ساتھ چھوڑا ۔ دوستوں نے منہ موڑا ۔ اب ذلّت و رُسوائی ، مسکنت و غلامی ، فقر و فاقہ ، خوشامد و چاپلوسی اور فلاکت و ہلاکت نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے ۔ اب ہم زندہ قوموں کی ٹھوکریں کھانے کے لئے باقی رہ گئے ہیں ۔

اور یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ہم تیرے نہیں بنتے ، تجھ سے وابستہ نہیں ہوتے ۔ اُسوۂ رسول ؐ پر نہیں چلتے ۔ تیرے احکام و فرامین پر چلنے کی کوشش نہیں کرتے اور سچّے مسلمان نہیں بنتے ۔

اے ہمارے مولا ! ہم کو توفیق دے ۔ کہ یہ انقلابات ہماری آنکھیں کھول دیں ۔ ہمیں اب بھی اس بات کا یقین ہے کہ اگر اب بھی ہم تیرے ہو جائیں تو دنیا اور دنیا کا ہر فرد ہمارا ہو جائے ۔

(ایک دُعا گو مسلم)

لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(پ ۴ ع ۵) ۔

ترجمہ :- اور سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ ۔ اور تم ہی غالب رہو گے ۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو ۔

مطلب :- سختیوں سے گھبرا کر دُشمنانِ خدا کے مقابلہ میں نامردی اور سستی پاس نہ آنے پائے ۔ پیش آمدہ حوادث و مصائب پر غمگین ہو کر بیٹھ رہنا مومن کا شیوہ نہیں ۔

## ارشاداتِ نبوی ؐ

(۱) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں ۔ میں نے عرض کیا ۔ حضور انور ؐ ! اگر مجھ کو لیلۃ القدر معلوم ہو جائے ۔ تو اُس شب میں مجھ کو کیا کرنا چاہیئے ۔ حضور ؐ نے فرمایا ۔ یہ پڑھنا چاہیئے ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ ۔ (مشکوٰۃ باب لیلۃ القدر)

ترجمہ :- اے اللہ ! تیرا نام عَفُوٌّ ہے تو بخشش کو محبوب رکھتا ہے ۔ اپنے کرم سے مجھ کو بخش دے ۔

(۲) حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو حضور ؐ تہبند باندھ کر نہایت مستعد ہو جاتے ۔ تمام شب بیدار رہ کر عبادت کرتے اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت سفیان ثوری ؒ فرماتے ہیں کہ اس رات کی دعا اللہ جلّ و عُلا کو زیادہ محبوب ہے اسلئے کہ یہ رات برکت والی اور امن داماں سے مملوٗ ہے ۔

جناب ع۔ح۔شوقی صاحب بورسٹل انسٹی ٹیوشن - لاکھوی

# مقصدِ حیات

اسلام چیز کیا ہے خدا کیلئے فنا!
ترک رضائے خویش پئے دین مصطفےٰ

اگرچہ مختلف الطباع انسان اپنی کوتہ فہمی یا پست ہمتی سے مختلف نظریاتِ حیات کے قائل ہیں۔ اور ان کے نزدیک صرف اور صرف دنیاوی مقاصد اور ان کی تکمیل ہی زندگی کا مدعا ہے۔ لیکن انسانی زندگی کا حقیقی مدعا وہ ہے۔جسے خود انسان کے بنانے والے اور اس کے حقیقی خالق و مالک نے بیان کیا ہے ارشاد ہوتا ہے:۔

وَ مَا خَلَقْتُ الجن و الانس الا لیعبدون ۵

یعنی میں نے جن اور انسان کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری عبادت کریں۔

پس اس آیت کی رو سے انسانی زندگی کا اصلی مدعا خداوند کریم کی پرستش اور اس کی معرفت ہے۔

یہ بات تو سب پر واضح ہے کہ انسان کو یہ اختیار تو حاصل نہیں۔ کہ وہ اپنی زندگی کا مدعا خود اپنی مرضی سے مقرر کرے۔ اس لئے کہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جاتا ہے۔ بقول حضرت ذوق ؎

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

انسان ایک مخلوق ہے۔ اور وہ خدا جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلےٰ قویٰ عنایت کئے ہیں۔ اُسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے۔ خواہ کوئی انسان اس مدعا کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلا شبہ خدا کی پرستش اور اس کی معرفت ہے۔ بلکہ میں کہوں گا۔ کہ انسانی زندگی کا مقصد.... فنا فی اللہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

ان الدّین عند اللہ الاسلامؕ
ذالک الدین القیم فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔

یعنی وہ دین جس میں خدا کی معرفت صحیحہ اور پرستش صالحہ احسن طور پر موجود ہے۔ وہ اسلام ہے۔ اور اسلام انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے انسان کو اسلام پر پیدا کیا ہے۔ یعنی وہ چاہتا ہے۔ کہ انسان اپنے تمام قویٰ کے ساتھ اس کی پرستش اطاعت اور محبت میں لگ جائے یہی وجہ ہے کہ اُس قادرِ کریم نے انسان کو تمام قویٰ اسلام کے عین مناسب حال دیئے ہیں۔ اور وہ یہی چاہتا ہے کہ انسان کی اندرونی یا بیرونی قوتیں اس کی معرفت پرستش اور محبت میں دیوانہ وار لگی رہیں۔ یہی وجہ ہو کہ انسان دنیا میں ہزاروں مشغلوں کو اختیار کرکے پھر بھی بجز خدا کے اپنی دلی تسکین اور سچی خوش حالی نہیں پاتا۔ بڑا دولت مند ہو کر، بڑا عہدہ پاکر، بڑا تاجر بن کر، بڑی بادشاہی تک پہنچ کر، بڑا فلاسفر کہلا کر آخر ان دنیوی شکنجوں میں جکڑا جا کر بڑی حسرتوں کے ساتھ دنیا کو چھوڑتا ہے۔ اور اس کا دل ہمیشہ اس حدتک دنیوی استغراق دیکھ کر اسے ملزم گردانتا ہے۔ اور اس کے مکروں، فریبوں اور ناجائز کاموں میں کبھی اس کا ضمیر اس سے اتفاق نہیں کرتا۔

ایک دانا انسان اس مسئلہ کو اس طرح بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ جس چیز کے قویٰ ایک اعلیٰ سے اعلیٰ کام کر سکتے ہیں۔ اور پھر آگے جا کر ٹھہر جاتے ہیں وہ اعلےٰ کام اس کی پیدائش کی علّت غائی سمجھا جاتا ہے۔

مثلاً بیل کا کام اعلےٰ سے اعلےٰ قلبہ رانی یا آبپاشی یا بار برداری ہے اس سے زیادہ اس کی قوتوں سے کچھ ثابت نہیں ہوا۔ پس بیل کی زندگی کا مدعا یہی تین چیزیں ہیں۔ ان سے زیادہ کوئی قوت اس میں پائی نہیں جاتی۔

مگر جب ہم انسان کی قوتوں کو ٹٹولتے ہیں۔ کہ ان میں سے اعلیٰ سے اعلیٰ کونسی قوت ہے۔ تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا ئے اعلےٰ و برتر کی اس میں تلاش پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ چاہتا ہے۔ کہ خدا کی محبت میں ایسا گداز اور محو ہو کہ اس کا اپنا کچھ نہ رہے۔ سب کچھ خدا کا ہو جائے۔ وہ کھانے اور سونے وغیرہ طبعی امور میں دوسرے حیوانات کو اپنا شریک غالب رکھتا ہے۔

صنعت کاری میں بعض حیوانات اس سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ بلکہ شہد کی مکھیاں بھی ایک پھول کا عطر نکال کر ایسا نفیس شہد پیدا کرتی ہیں۔ کہ اب تک ایسی صنعت میں انسان کو کامیابی نہیں ہوئی۔

پس ظاہر ہے کہ انسان کا اعلیٰ کمال خدا تعالیٰ کا وصال ہے۔ لہذا اُس کی زندگی کا اصل مدعا یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف اس کے دل کی کھڑکی کھلے۔

اب میں اُن وسائل کو لیتا ہوں۔ جن کے اختیار کرنے پر انسان اپنی زندگی کی صحیح راہیں متعین کر سکتا ہے۔ تاکہ اُس کی آمد کی غرض پوری ہو۔ سو سب سے پہلی اور مقدم شرط یہی ہے کہ:۔

(۱) خدا کو صحیح طور پر پہچانا جائے کیونکہ اگر پہلا قدم ہی غلط ہے۔ اور کوئی شخص غلط طور پر کسی اور شے یا اربعہ عناصر کے ظہور کو ہی معبود تصوّر کر لیتا ہے۔ تو وہ کبھی بھی صحیح راستہ کو نہیں پا سکتا۔ یہ تو پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا یا سراب کو پانی سمجھ کر اُس کی طرف بھاگنا ہے۔

(۲) دوسرا وسیلہ خدا تعالیٰ کے حسن و جمال پر اطلاع پانا ہے۔ قرآن نے بار بار خدا کا کمال پیش کرکے اور اس کی عظمتیں دکھلا کر لوگوں کو توجہ دلائی ہے کہ دیکھو ایسا خدا دلوں کو مرغوب ہے۔ کیونکہ حسن و جمال کی طرف بالطبع انسان کھنچا چلا جاتا ہے۔

اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَ یُحِبُّ الْجَمَال۔

(۳) محبت کی محرک دو ہی چیزیں ہیں۔ حسن یا احسان۔ اور خداوند تعالیٰ کی احسانی صفات کا خلاصہ سورۂ فاتحہ میں مکمل طور پر موجود ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے احسانات کا شمار انسانی طاقت سے باہر ہے۔

وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔

(۴) چوتھا وسیلہ دعا کو ٹھہرایا گیا ہے۔

اُدعونی استجب لکم۔

تم دعا کرو۔ میں قبول کروں گا۔

قرآنِ کریم تو بار بار دعا کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ تاکہ انسان اپنی طاقت سے نہیں، بلکہ خدا کی طاقت سے پائے۔ ماہِ رمضان المبارک میں تو دعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں۔

(۵) پانچواں وسیلہ مجاہد کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ پر اپنا مال جان اور اوقات کو خرچ کیا جائے۔ اور اُس کی مخلوق کی خدمت کی جائے۔

مولانا حالیؒ فرماتے ہیں ؎

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

(۶) زندگی کے اصل مقصود کو پانے کے لئے چھٹا وسیلہ استقامت ہے یعنی اِن راستوں میں درماندہ اور عاجز نہ ہو جائے اور نہ تھکے۔ بلکہ آگے ہی بڑھتا چلا جائے۔ اگر اس دوران میں اس کا امتحان مقدر ہو۔ تو وہ اُس سے بھی خوف نہ کھائے۔

سچی بات یہی ہے کہ استقامت سے خدا تعالےٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ استقامت فوق الکرامت ہے۔

(۷) ساتواں وسیلہ راستبازوں اور نیکوں کی صحبت اور ان کے کامل نمونہ کی پیروی میں ہے۔

کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ۔

یعنی تم ان لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ جو راستباز ہیں۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(۸) آٹھواں وسیلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے خود رہنمائی کرنا ہے۔ وہ ایسے لوگوں کی جو اُس کی طرف کھنچتے ہیں۔ خود اپنے کلام و پیام سے رہنمائی کرتا اور اُن کو اپنی جلوہ نمائی دکھاتا ہے۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے:۔

لھم البشرٰی فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ۔

یہ وہ پاکیزہ و طینت نظریۂ حیات ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے خود انسان کے لئے متعین کیا ہے۔ اس کے علاوہ جو نظریہ بھی حضرتِ انسان پیش کرے وہ سراسر باطل اور ناقابل تسلیم ہے۔

---

حضرت مولانا جناب محمد زکریا صاحب سہارنپوری مدظلہ

# ایثار و ہمدردی

ایثار کہتے ہیں اپنی ضرورت کے وقت دوسرے کو ترجیح دینا۔ اوّل تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ہر ادا، ہر عادت ایسی ہی رہی ہے کہ جس کی برابری تو درکنار اس کا کچھ حصہ بھی کسی خوش قسمت کو نصیب ہو جائے، تو عین سعادت ہے۔ لیکن بعض عادتیں ان میں سے ایسی ممتاز ہیں کہ انہیں کا حصہ تھیں۔

ان میں سے ایک ایثار ہے کہ حق تعالےٰ شانہٗ نے کلام اللہ شریف میں اس کی تعریف فرمائی ہے۔ اور یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ میں اس صفت کو ذکر فرمایا کہ وہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ گو ان پر فاقہ ہی ہو۔

## صحابی کا مہمان کی خاطر چراغ بجھا دینا

ایک صحابی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک اور پریشانی کی حالت کی اطلاع دی۔

حضورؐ نے اپنے گھروں میں آدمی بھیجا۔ کہیں کچھ نہ ملا۔ تو حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا۔ کہ کوئی شخص ہے۔ جو ان کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے ایک انصاری صحابی نے عرض کیا:۔

"یا رسول اللہؐ! میں مہمانی کرونگا"۔

اُن کو گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا۔ کہ یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں۔ جو اکرام کر سکے۔ اس میں کمی نہ کرنا۔ اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا۔ خدا کی قسم! بچوّں کی خاطر کچھ تھوڑا سا رکھا ہے۔ اور کچھ بھی گھر میں نہیں۔ صحابی نے فرمایا کہ بچوّں کو بہلا کر سُلا دو۔ اور جب وہ سو جائیں۔ تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جاویں گے۔ اور تو چراغ کو درست کرنے کے بہانے سے اُٹھ کر اُس کو بجھا دینا۔

چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچوّں نے فاقے سے رات گزاری۔ جس پر یہ آیت یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ نازل ہوئی۔

ترجمہ:۔ اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر۔ اگرچہ اُن پر فاقہ ہی ہو۔

ف:

اس قسم کے متعدد واقعات ہیں جو صحابہؓ کے یہاں پیش آئے۔ چنانچہ ایک دوسرا واقعہ اسی قسم کا لکھا ہے:۔

## روزے دار کیلئے چراغ بجھا دینا

ایک صحابی روزہ پر روزہ رکھتے تھے افطار کے لئے کوئی چیز کھانے کی میسّر نہ آتی تھی۔ ایک انصاری صحابی حضرت ثابتؓ نے تاڑ لیا۔ بیوی سے کہا۔ کہ میں رات کو ایک مہمان لاؤں گا۔ جب کھانا شروع کریں تو تم چراغ کو درست کرنے کے حیلے سے بجھا دینا۔ اور جب تک مہمان کا پیٹ نہ بھر جائے، خود نہ کھانا۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ساتھ میں سب شریک رہے۔ جیسے کھا رہے ہوں۔

صبح کو حضرت ثابتؓ جب حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ تو حضورؐ نے

فرمایا۔ کہ رات کا تمہارا اپنے مہمان کے ساتھ برتاؤ حق تعالیٰ شانہٗ کو بہت ہی پسند آیا۔ (درِ منثور)۔

## ایک صحابی کا زکوٰۃ میں اونٹ دینا

ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا مال وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ میں ایک صاحب کے پاس گیا۔ اور ان سے ان کے مال کی تفصیل معلوم کی۔ تو ان پر ایک اونٹ کا بچہ ایک سالہ واجب تھا۔ میں نے ان سے اس کا مطالبہ کیا۔ وہ فرمانے لگے۔ کہ ایک سال کا بچہ نہ دودھ کے کام کا، نہ سواری کے کام کا۔ انہوں نے ایک نفیس عمدہ جوان اونٹنی سامنے کی کہ یہ لے جاؤ۔ میں نے کہا۔ میں تو اس کو نہیں لے سکتا۔ کیونکہ مجھے عمدہ مال لینے کا حکم نہیں۔ البتہ اگر تم یہی دینا چاہتے ہو۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہیں۔ اور آج کا پڑاؤ فلاں جگہ تمہارے قریب ہی ہے۔ حضورؐ کی خدمت میں جا کر پیش کر دو۔ اگر منظور فرما لیا تو مجھے انکار نہیں۔ ورنہ میں معذور ہوں۔

وہ اس اونٹنی کو لے کر میرے ساتھ ہو لئے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہؐ میرے پاس آپ کے قاصد زکوٰۃ کا مال لینے آئے تھے۔ اور خدا کی قسم مجھے آج تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ کہ رسول اللہؐ یا ان کے قاصد نے میرے مال میں کبھی تصرف فرمایا ہو۔ اس لئے میں نے اپنا سارا مال سامنے کر دیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اس میں ایک سالہ اونٹ کا بچہ زکوٰۃ کا واجب ہے۔ حضورؐ ایک سال کے بچے سے نہ تو دودھ کا ہی نفع ہے نہ سواری کا۔ اس لئے میں نے ایک عمدہ جوان اونٹنی پیش کی تھی۔ جس کو انہوں نے قبول نہیں فرمایا۔ اس لئے میں خود لیکر حاضر ہوا ہوں۔

حضورؐ نے فرمایا۔ کہ تم پر واجب تو وہی ہے۔ جو انہوں نے بتلائی۔ مگر تم اپنی طرف سے اس سے زیادہ اور عمدہ مال دو۔ تو قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر مرحمت فرمائیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ یہ حاضر ہے۔ حضورؐ نے قبول فرما لیا۔ اور برکت کی دعا فرمائی۔

ف:

یہ زکوٰۃ کے مال کا منظر ہے آج بھی اسلام کے بہت سے دعویدار ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ لیکن زکوٰۃ کے ادا کرنے میں زیادتی کا تو کیا ذکر ہے پوری مقدار بھی ادا کرنا موت ہے۔ جو اونچے طبقے والے زیادہ مال والے کہلاتے ہیں۔ ان کے یہاں تو اکثر و بیشتر اس کا ذکر ہی نہیں لیکن جو متوسط حیثیت کے لوگ ہیں۔ اور اپنے کو دیندار سمجھتے ہیں۔ وہ بھی اس کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ جو خرچ اپنے عزیز رشتہ داروں میں یا کسی دوسری جگہ مجبوری سے پیش آ جاتے۔ اس میں زکوٰۃ ہی کی نیت کر لیں۔

# ضروری اعلان !!!

"خدام الدین" کا آئندہ شمارہ (۱۷ مارچ سنہ ۶۱ء) عید نمبر ہوگا۔ جس کے ۳۲ صفحات ہونگے ٹائیٹل کے علاوہ اندرونی صفحات بھی عکسی اور رنگین ہوں گے۔

اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

اس شمارہ کا ھدیہ ۳۷ پیسے فی پرچہ مقرر کی گئی ہے۔

ایجنٹ حضرات اپنی مطلوبہ تعداد سے ۱۲/۳/۶۱ تک مطلع کریں۔

# معذرت

"خدام الدین" کا زیرِ نظر شمارہ ڈیکلریشن کی تجدید کی وجہ سے ایک دن دیر میں شائع کیا جا رہا ہے۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات سے معذرت خواہ ہیں۔ (سرکولیشن مینیجر)

## حضرات شیخین کا صدقے میں مقابلہ

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاقاً اس زمانے میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا۔ میں نے کہا۔ کہ آج میرے پاس اتفاق سے مال موجود ہے۔ اگر میں ابوبکرؓ سے کبھی بھی بڑھ سکتا ہوں۔ تو آج بڑھ جاؤں گا۔ یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا۔ اور جو کچھ بھی گھر میں رکھا تھا۔ اس میں سے آدھا لے آیا۔

حضورؐ نے فرمایا۔ کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا۔ کہ چھوڑ آیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ آخر کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا۔ آدھا چھوڑ آیا۔

اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جو کچھ رکھا تھا۔ سب لے آئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ابوبکر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ انہوں نے عرض کیا۔ ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول پاکؐ کے نام کی برکت اور ان کی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ آیا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے کہا۔ حضرت ابوبکرؓ سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔!

ف:

خوبیوں اور نیکیوں میں اس کی کوشش کرنا کہ دوسرے سے بڑھ جاؤں۔ یہ مستحسن اور مندوب ہے۔ قرآن پاک میں بھی اس کی ترغیب آئی ہے۔ یہ قصہ غزوۂ تبوک کا ہے اس وقت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چندے کی خاص طور سے ترغیب فرمائی تھی۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اپنے حوصلے کے موافق بلکہ ہمت و وسعت سے زیادہ اعانتیں فرمائیں۔

جزاهم الله عنا و عن سائر المسلمين احسن الجزاء۔

"خدام الدین" کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا آپ کا دینی، اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔

جناب مولانا سعید الرحمٰن صاحب مدرس مدرسۂ تعلیم الاسلام (لائلپور)

# فضائل اعتکاف و برکاتِ شبِ قدر

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی کامل برکتوں اور بھرپور سعادتوں کے ساتھ دنیائے اسلام میں آیا اور گزر بھی گیا۔ بس اب چند ہی دن باقی ہیں۔ یہ مہینہ مسلمانوں کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعامی بن کر آیا۔ اس مہینہ میں ہزاروں، لاکھوں کیا کروڑوں، اربوں رحمتیں نازل ہوئیں۔ اس مہینہ میں بہت گنہگاروں کو بخش دیا گیا۔

رمضان المبارک کا مہینہ خاص کر عبادات کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ جس کا ایک نفل فرض کے برابر اور اس کا ایک فرض ستر فرضوں کے برابر درجہ رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں عبادت کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے خصوصاً عشرۂ اخیر میں۔

حدیث شریف میں آتا ہے:۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رحمۃ وَ اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَ آخِرُهٗ عتق من النیران رواہ البیهقی الخ

ترجمہ:۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مہینہ اوّل عشرہ اس کا رحمت ہے درمیان اس کا مغفرت اور آخری عشرہ آگ سے آزادی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:۔ اِذَا دَخَلَ العشر الاٰخِرُ مِنْ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَ اَیْقَظَ اَهْلَهٗ۔

ترجمہ:۔ جب داخل ہوتا ہے آخر عشرہ رمضان کا تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی لنگی خوب مضبوطی سے باندھ لیتے۔ اور اپنے گھر والوں کو (عبادت کے لئے) جگاتے۔

یعنی ازواج کے پاس جانے سے پرہیز فرماتے۔ اور رات کو بھی متوجہ الی اللہ رہتے۔

نیز آخری عشرۂ رمضان میں آپ اعتکاف فرماتے۔ اعتکاف کے معنیٰ لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے بہ نیت اعتکاف مسجد کے کونہ میں بیٹھ جانا۔

اعتکاف کی تین اقسام ہیں۔ واجب ۱، سنّت ۲، نفل ۳۔

واجب اعتکاف یہ کہ اپنے اوپر لازم کر لے کہ اگر مولیٰ تعالیٰ میرا فلاں کام کر دیں۔ تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا۔ یہ اعتکاف واجب اور لازم ہو گیا۔ اب جتنے دنوں کی اس نے منت مانی تھی اتنے دنوں کا اعتکاف اس کے ذمّہ پورا کرنا ضروری ہے۔

دوسرا سنّت:۔ جو رمضان المبارک میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ تھی۔

تیسرا نفل:۔ جس کے لئے نہ تو کوئی وقت مقرّر ہے اور نہ کوئی دن مقرّر ہے۔ جتنے دن کا جی چاہے اور جتنی دیر کا جی چاہے، اعتکاف کر سکتا ہے۔ یہ اعتکاف پانچ دس منٹ کا بھی ہو سکتا ہے۔

مثلاً جب بھی مسجد میں آیا نیت کر لی۔ کہ جب تک مسجد میں رہوں گا اعتکاف سے رہوں گا۔ اس کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔ جتنا زمانہ نماز ذکر تلاوت میں مشغول رہے گا، اعتکاف کا بھی ثواب ملتا رہے گا۔

اعتکاف کے بے شمار فضائل ہیں۔ اتنا ہی کیا کم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو کسی کے در پر جا پڑے کہ جب تک میری درخواست قبول نہیں ہوتی ٹلنے کا نہیں ؎

نکل جائے دَم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اس لئے جب کوئی شخص اللہ کے دروازے پر دنیا سے منقطع ہو کر جا پڑے تو اس کے نوازا جانے میں کیا تامّل ہو سکتا ہے۔ بس پڑ رہنے کی بات ہے۔

ایک بزرگ نے کیا ہی اچھا فرمایا ؎

پڑ بیٹئے پڑ مر رہیئے ہر کے دوار
کبھی تو ہر پوچھے گا کون کھڑا دربار

علامہ ابن قیّم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات سے وابستہ کر لینا ہے۔ کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیتوں کے بدلہ میں اس کی پاک ذات سے لَو لگالے۔ اور اس کے غیر سے منقطع ہو کر ہر قسم کے تفکرات وخیالات کی جگہ اس کا پاک ذکر اور اس کی محبّت سما جاوے۔

نیز اعتکاف میں آدمی ہر وقت سوتے جاگتے عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ جو آدمی میری طرف کر آتا ہے، میری رحمت اس کی طرف دو ہاتھ جاتی ہے۔ اور جو میری طرف آہستہ آتا ہے میں اس کی طرف دَوڑ کر آتا ہوں۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ ہمیشہ اعتکاف کرنے کی رہی۔ اس مہینہ میں تمام ماہ کا اعتکاف فرمایا۔ اور جس سال وصال ہوُا اس سال بیس ۲۰ دن کا اعتکاف فرمایا۔ اور چونکہ اکثر عادت شریفہ آخر عشرۂ رمضان کے اعتکاف کی تھی اسلئے علمائے آخر عشرہ کے اعتکاف کو سنّت فرمایا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اعتکاف کی وجہ سے آدمی گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کرنیوالے کے لئے۔ اس حدیث میں اعتکاف کے دو فائدے ذکر فرمائے گئے۔

ایک تو یہ کہ معتکف ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ ورنہ بسا اوقات لغزش ہو جاتی ہے۔ اور آدمی گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور ایسے مبارک وقت گناہ میں ملوّث ہونا کتنی بُری چیز ہے۔ لیکن معتکف اس سے بچ جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ معتکف ان کو نہیں کر سکتا۔ لیکن بغیر کئے ان کا اجر ملتا رہتا ہے۔ سبحان اللہ، اللہ اکبر۔ اس کی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے اور بخشنے کے کیا کیا بہانے ہیں۔

مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس

کی قدر ہی نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک مرتبہ مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا الف الف سلام) میں اعتکاف فرما تھے آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام عرض کرکے بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے اس سے فرمایا۔ کہ کیا وجہ ہے تم کو غمزدہ اور پریشان دیکھتا ہوں؟ اس نے عرض کیا۔ کہ اے رسول اللہؐ کے چچا کے بیٹے! میں بے شک پریشان ہوں۔ کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس قبر والے کی عزّت کی قسم! اس حق کے ادا کرنے سے میں قاصر ہوں۔ (یعنی میں بہت مقروض ہوں۔ لوگ تنگ کرتے ہیں۔ آپ کی سفارش لینے کی غرض سے آیا ہوں۔) یہ سُن کر حضرت ابن عباسؓ جوتی پہن کر مسجد کے باہر تشریف لائے۔ اس شخص نے عرض کیا۔ شاید آپ بھول گئے۔ آپ کا تو اعتکاف تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بھولا نہیں۔ بلکہ اس قبر والے صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ اور ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا۔ (یہ الفاظ کہتے ابن عباسؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے) کہ حضورؐ نے فرمایا تھا۔ جو آدمی اپنے بھائی کے کام کے لئے چلے پھرے اور کوشش کرے۔ اس کی یہ خدمت دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے۔ اور جو شخص اللہ کی رضا کے واسطے ایک دن کا اعتکاف کرے۔ اللہ تعالےٰ اس کے اور جہنّم کے درمیان تین بڑی خندقیں کھود دیتے ہیں۔ جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے اور جب ایک دن کے اعتکاف کی اتنی فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا مقدار ہو گی۔

اس حدیث سے دو چیزوں کا پتہ چلتا ہے۔ اوّل یہ کہ ایک دن کا اعتکاف کرنے سے اتنا ثواب ملتا ہے۔ دوسری چیز مسلمانوں کی حاجت روائی کہ اسے دس برس کے اعتکاف سے بھی افضل ارشاد فرمایا۔ اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہ کی اور اس کے ساتھ سفارشی بن کر چل دیئے۔

علامہ شعرانی نے کشف الغمہ میں ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے۔ کہ جو شخص آخر عشرہ کا اعتکاف کرتا ہے۔ اس کو دو حج و دو عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو شخص مغرب سے عشاء تک مسجد میں معتکف رہا۔ اس وقت میں اس نے سوائے ذکر، نماز، تلاوت قرآن پاک کے اور کوئی بات نہ کی۔ حق تعالیٰ اسکے لئے جنّت میں محل بناتے ہیں۔

## مسائل اعتکاف

اعتکاف کے لئے تین چیزیں شرط ہیں۔ مسجد میں ٹھہرنا، خواہ اس مسجد میں پانچ وقتی نماز ہوتی ہو یا نہ۔

(۲) بہ نیّت اعتکاف ٹھہرنا، بے قصد ارادہ ٹھہرنے کو اعتکاف نہیں کہتے۔

(۳) جنابت سے پاک ہونا، نیز عورت کو حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

سب سے افضل اعتکاف وہ ہے جو کہ مسجد حرام (کعبۃ اللہ شریف) میں کیا جائے۔ دوسرا درجہ مسجد نبویؐ کا، اس کے بعد بیت المقدس کا، اس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت پنجگانہ ہو۔ اس کے بعد محلّہ کی مسجد جس میں جماعت ہوتی ہو۔ عورت کو اپنے گھر کی مسجد میں (یعنی جو جگہ نماز کے لئے گھر میں مخصوص ہو) اعتکاف کرنا چاہیئے۔

عورتوں کا اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ آسان ہے۔ وہ گھر میں بیٹھے بیٹھے ہی نیکیاں سمیٹتی ہیں۔ اور ضروری بات بھی کر سکتی ہیں۔ اور گھر کا کاروبار لڑکیوں وغیرہ سے کرا سکتی ہیں اور انہیں تو گویا مفت کا ثواب ملتا ہے۔

معتکف کو سوائے عذر شرعی کے مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ قضاء حاجت کے لئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔ اگر بلا وجہ نکلے گا۔ تو اعتکاف سنت اور اعتکاف واجب ٹوٹ جائے گا۔ نیز معتکف پر بہت سی چیزیں حرام ہیں جن کی تفصیل علماء کرام سے پوچھ لینی چاہیئے۔

آخر عشرہ کی تخصیص اعتکاف میں شب قدر کی تلاش کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ لیلۃ القدر اکثر روایات کے بموجب آخر عشرہ میں ہے۔ اس کی نسبت قرآن شریف میں وارد ہوا ہے۔ کہ وہ ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

ارشاد ہے:۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ الخ

ترجمہ:۔ ہزار مہینہ کے اسّی برس چار ماہ ہوتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس رات کو پائیں۔ اور ساری رات عبادت میں گزار دیں۔ جو شخص اس ایک رات کو عبادت میں گزار دے۔ گویا اس نے اسّی برس اور چار ماہ سے زیادہ عبادت میں گزار دیئے۔ اور اس زیادتی سے بھی نہ جانے کتنی زیادتی مراد ہے کہ ہزار مہینہ سے اور کتنی زیادتی ہو۔ قدر دانوں کے لئے حقیقتًا یہ اللہ تعالیٰ کی بے بہا نعمت ہے۔

دُرِّ منثور میں نقل ہے۔ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر حق تعالےٰ نے میری امت کو مرحمت فرمائی ہے۔ پہلی امتوں کو نہیں ملی۔

اس بارے میں مختلف روایات ہیں کہ اس انعام کا سبب کیا ہوا۔ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کو عمروں کو دیکھا کہ بہت بہت ہوئی ہیں۔ اور آپؐ کی امت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں۔ اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے تھے۔ اس پر اللہ کے لاڈلے رسولؐ کو رنج و غم ہوا۔ اس پر اللہ ربّ العزت نے یہ رات عنایت فرما دی۔ کہ جو اسی ایک رات میں عبادت کرے گا۔ گویا اس نے ہزار ماہ سے زیادہ عبادت کی۔ اگر کوئی خوش قسمت دس راتیں پالے۔ تو گویا اس نے آٹھ سو تینتیس ۸۳۳ برس چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ عبادت میں گزار دیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا۔ حضرت ایوبؑ حضرت زکریاؑ۔ حضرت حزقیلؑ حضرت یوشعؑ (علیٰ نبیّنا و علیہم السّلام) کہ اسّی اسّی برس تک اللہ کی یاد میں مشغول رہے۔ اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ سے روگردانی نہ کی۔ اس پر صحابہ کرامؓ کو حیرت ہوئی کہ ہم پھر کب ان حضرات کی برابری

سکر سکتے ہیں۔ تو حضرت جبریل علیہ السّلام حاضر خدمت ہوئے۔ اور سورۃ القدر نازل ہوئی اس سلسلہ میں اور روایات بھی موجود ہیں۔

کس قدر قابلِ رشک ہیں وہ حضرات جن سے شب قدر کی عبادت کبھی فوت نہیں ہوئی۔ البتہ اسی رات کے تعیّن میں علماء امت کے درمیان بہت کچھ اختلاف ہے۔ بس مختصر یہ کہ رمضان المبارک میں ہے اور بعض احادیث میں آخر عشرہ کی طاق راتوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

مثلاً اکیسویں، تیئسویں۔ پچیسویں، ستائیسویں انتیسویں۔ بہتر یہ ہے کہ آخر عشرہ پورے کا پورا اسکی تلاش میں گزار دیا جائے۔ بعض روایات میں ستائیسویں کی طرف راجح اشارہ ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیّت سے کھڑا رہا۔ اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ کھڑے ہونے کا مطلب یہ کہ نماز پڑھے۔ کسی اور عبادت میں مشغول رہے۔

حضرت انس روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ کہ تمہارے اوپر ایک ایسا مہینہ آیا ہے۔ کہ اس میں ایک رات جو ہزار ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔ جو اس رات سے محروم رہ گیا۔ وہ ساری خیر سے محروم رہ گیا۔ اور اس کی بھلائی سے وہی محروم رہتا ہے۔ جو کہ حقیقی محروم ہو۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ حضرت جبریل ملائکہ کی جماعت کو لے کر زمین پر اترتے ہیں۔ اور اس شخص کے لئے جو کہ کھڑا ہو یا بیٹھا اللہ کا ذکر کر رہا ہے۔ عبادت میں مشغول ہے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ ربّ العزّت لیلۃ القدر میں دنیا کے آسمان پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ یعنی تجلّی فرماتے ہیں اور ندا دی جاتی ہے کہ ہے کوئی گناہ بخشوانے والا ہم اسکے گناہ بخش دیتے ہیں۔ ہے کو رزق چاہنے والا اسکو رزق دیدیں، ہے کوئی اولاد کا طالب اسکی مراد پوری کر دیں۔ غرض اسیطرح فجر تک ندائیں دی جاتی ہیں۔ خود قرآن پاک میں سورۃ قدر میں اس طرف اشارہ ہے۔ اس لئے اس رات کو غنیمت جاننا چاہیئے۔

بلکہ اس عشرۂ مبارکہ میں باقی ایام سے زیادہ محنت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرح کام کرنا یعنی اس کام کی نقل اتارنا بھی ہمارے لئے سرمایۂ سعادت اور نجات کا باعث ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

اِن لَّمْ تکُوْنُوْا مِنْھُمْ فَتَشَبَّھُوْا
فَاِنَّ التَّشَبُّہَ بِالْکِرَامِ فلاح

یعنی اگر تو ان میں سے نہیں تو ان کی شکل ہی بنالے۔ کیونکہ بزرگوں کی نقل بھی کامیابی ہے۔ پس سمجھ لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم خدا کے محبوب ہیں۔ تو حضور کی مشاکلت اور مشابہت بھی اللہ کو محبوب ہو گی۔ دیکھیئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا جب ساحروں سے مقابلہ ہوا۔ اور وہ ایمان لائے۔ فرعون ایمان نہ لایا۔ تو سیّدنا موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السّلام نے حق تعالیٰ سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ ساحر تو دولتِ ایمان سے نوازے گئے۔ اور فرعون محروم رہا۔ حالانکہ میں تو فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا؟

جواب ارشاد ہوا کہ یہ ساحر آپ کے مقابلے میں آئے تھے۔ تو آپ کی وضع بنا کر آئے تھے۔ جس طرح کا لباس آپ نے پہنا ہوا تھا اسی لباس میں یہ آئے تھے۔ ہماری رحمت نے گوارا نہ کیا کہ جو شخص میرے محبوب کی شکل بنا کر آئے۔ وہ محروم واپس جائے۔ اس لئے ان کو ہدایت ہو گئی۔ حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ الخ

جو کسی قوم کی شکل بنائے وہ ان میں شمار ہو گا۔ جو نیکوں کی سی صورت بنائے۔ وہ ان میں شمار ہو گا۔ اور جو بروں کی صورت بنائے۔ وہ ان میں شمار ہو گا۔

ایک دوسری حدیث میں اور بھی تصریح آتی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ فَاِنْ لَّمْ تبکوا فَتَبَاکوا۔

یعنی اگر رونا نہیں آتا تو رونے والی شکل ہی بنالے۔

عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کسی بہروپیہ کے دھوکہ میں نہ آتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک بہروپیہ سے کہا۔ کہ اگر تم مجھ کو دھوکہ دے سکو تو اتنی اشرفیاں انعام دوں گا۔ بہروپیہ ایک پہاڑ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اور دو تین چیلے چھوڑ دیئے۔ جو کہ اس کی بزرگی کی شہرت کریں۔ ایک دو ماہ میں خوب مشہور ہو گیا۔ اسی زمانہ میں عالمگیر کو ایک جنگ کی مہم پیش آئی جس کا راستہ اسی پہاڑی کی طرف سے تھا۔ عالمگیر کا معمول تھا۔ کہ سفر میں جس قدر اولیاء صلحاء میسر ہوتے سب کی زیارت کرتے۔ چنانچہ جب عالمگیر اس پہاڑ کے قریب پہنچے۔ تو پہلے وزیر کو بھیجا کہ بزرگ کو اطلاع دو۔ اور اجازت حاصل کرو۔

وزیر گیا تو بہروپیہ نے اس سے بہت حکمت و موعظمت کی باتیں کیں۔ چنانچہ وزیر بڑا معتقد ہوا۔ کہ حضور یہ سب سے افضل بزرگ ہیں۔ بہت حکیمانہ گفتگو فرماتے ہیں۔ اب تو عالمگیر کو اور بھی اشتیاق ہوا۔ گئے اور ملے اور بہروپیہ نے بادشاہ کو حکمت و موعظمت کے ساتھ نصیحت کرنا شروع کی۔ بادشاہ پر اس قدر اثر ہوا۔ کہ زارو قطار رونے لگے۔ چلتے ہوئے بڑی مقدار کا نذرانہ پیش کیا۔ بہروپیہ نے اس پر لات مار دی۔ اور کہا کہ اس کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ اس کو چھوڑ کر تو میں یہاں آیا ہوں آپ پھر مجھے دنیا میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ فقیر کو دنیا سے کیا واسطہ؟ عالمگیر لاجواب ہوئے۔ اور اپنی اشرفیاں لے کر واپس ہو گئے۔ جب وزیر اور بادشاہ پہاڑ سے اترے تو بہروپیہ بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ یہ دونوں اس کی بہت تعریف کر رہے تھے۔ کہ واقعی بڑے بزرگ ہیں۔ بزرگ ہو تو ایسا ہو۔ بڑے کامل ہیں۔ واصل ہیں۔ کیسی حکمت کی باتیں کیں بہروپیہ پیچھے پیچھے سب سنتا جا رہا تھا اور خاموش تھا۔ جب عالمگیر لشکر میں پہنچے۔ بہروپیہ نے جھک کر سلام کیا۔ اب عالمگیر کو معلوم ہوا کہ یہ بہروپیہ بزرگ بنا ہوا تھا۔ سخت حیران ہوئے کہ واقعی تم نے بہت بڑا دھوکہ دیا اور معمولی انعام عطاء فرمایا۔ اس نے پھر سلام کیا اور بہت دعائیں دیں اس وقت عالمگیر نے پوچھا۔ کہ جب میں تم کو بہت ہی رقم نذرانہ میں پیش کر رہا تھا۔ تم نے اس پر لات ماردی

اگر لے لیتے تو میں حقیقت معلوم ہو جانے پر بھی وہ تم سے واپس نہ لیتا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ تم نے اس وقت تو لات مار دی۔ اور اس وقت معمولی انعام پر بھی خوش ہو گئے۔ بہروپیئے نے کہا کہ حضور اگر میں اس وقت لے لیتا۔ تو یقیناً آپ واپس نہ لیتے۔ مگر نقل غلط ہو جاتی اس وقت میں جس گروہ کے بہروپ میں تھا۔ اس کا مقتضیٰ یہی تھا۔ کہ دنیا پر لات مار دوں۔ اور اب جو کچھ ملا ہے یہ میرے فن کا صلہ ہے۔ میں اسی میں خوش ہوں۔ ذرا غور کیجئے۔ کہ ہم اسی بہروپیہ سے بھی گئے گزرے ہیں۔ کہ وہ تو مصنوعی نقل کی اس قدر رعایت کرتا ہے۔ اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اعمال کی اصلی نقل نہ اتاریں۔ اس لئے ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نقل ہر کام میں کی جائے۔

"لیلۃ القدر" کی بہت قدر کرنی چاہیئے اور اسی کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

بعض احادیث میں یہ آیا ہے کہ سارے رمضان میں لیلۃ القدر تلاش کرو۔ اب تو دن ہی تھوڑے رہ گئے ان ایام کو غنیمت جان کر ان میں اپنے گناہوں کی معافی چاہنا۔ اور ان کی راتوں کو اللہ کے دربار میں کھڑے ہو کر گزار دینا چاہیئے۔ گنہگار جب اللہ کے دربار میں آکر اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے۔ اور معافی چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور معاف فرما دیتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اگر میں لیلۃ القدر کو پاؤں تو اس میں کیا کروں۔ فرمایا یہ دعا کر۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔ او کما قال۔

لیلۃ القدر کی بعض علامت میں رقّت کا آنا دعاؤں میں دل لگنا۔ ذکر کو چاہنا وغیرہ وغیرہ۔

جہاں تک ہو سکے رمضان المبارک کا عشرہ آخر میں بالخصوص بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیئے۔ نہ جانے پھر نصیب ہو یا نہ ہو۔

کتنے بھائی ایسے ہوں گے جنہوں نے گذشتہ رمضان کے روزے ہمارے ساتھ رکھے۔ ہمارے ساتھ تراویح پڑھیں۔ لیکن اس رمضان کے آنے سے قبل ہی وہ قبروں میں جا پہنچے اب بھی بہت لوگ ایسے ہونگے جو اگلے سال اس دنیا میں نہیں ہوں گے۔ اس لئے وقت کو غنیمت جان کر جتنی بھی اللہ سے معافی چاہی جائے۔ اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے جتنا رویا جائے تھوڑا ہے۔ تو وہ دینے کو تیار بیٹھے ہیں کوئی مانگے بھی۔

"جلوہ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں"

---

## "ایجنٹ حضرات کے لئے"

(۱) بل ماہ فروری ارسال خدمت کئے جا رہے ہیں۔ جنکی ادائیگی جلد ہو جانی چاہیئے۔

(۲) شرائط نامہ ایجنسی ارسال خدمت ہے اس کو پُر کر کے ارسال فرمادیں۔

(۳) بل کے علاوہ زر ضمانت کی رقوم بھی ارسال فرمادیں۔

(۴) جو حضرات اپنے بقایا جات ارسال نہیں فرمادیں گے۔ اُنکے نام خدام الدین میں شائع کر دیئے جائیں گے تاکہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ کونسے ایجنٹ خدام الدین کی رقم دبائے بیٹھے ہیں۔

(۵) اپنے سب ایجنٹوں کے ناموں سے بھی مطلع کریں تاکہ اُنکے نام خدام الدین میں شائع کر دیئے جائیں۔

(سرکولیشن مینجر)

---

## رعایتی اعلان

تبلیغ و اشاعت اسلام کی سعادت ادارہ "ہفت روزہ خدام الدین" لاہور نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ پرانے پرچے بغرض تعارف و اشاعت نصف قیمت پر فروخت کر دیئے جائیں۔ لہٰذا کم از کم پانچ روپے دس آنے بذریعہ منی آرڈر بھیج کر چالیس پرچوں کا بنڈل منگوالیں۔ امید ہے کہ قارئین کرام اس رعایت سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائینگے

نوٹ:۔ پرچے کسی حالت میں بھی مسلسل (ترتیب وار) مہیّا نہ ہو سکیں گے۔ اور نہ ہی فرمائشی تاریخوں کے بھجوائے جائیں گے نمونہ ایک پوسٹ کارڈ لکھکر مفت طلب کریں۔

(مینجر)

---

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

● کراچی میں :۔

★ — لائٹ آف پاکستان نیوز ایجنسی — برنس روڈ کراچی ۱

★ — شمسی بک سٹال روبسن روڈ کراچی ۱

★ — حقیق احمد صاحب متصل جامع مسجد جیکب لائنز کراچی ۳

★ — امین الدین نیوز پیپر ایجنسی معرفت لائٹ آف ایشیا ریسٹورنٹ نزد گارڈن لارنس روڈ۔ کراچی ۳

★ — نگارستان بک ڈپو نزد فاطمہ جناح گرلز سیکنڈری سکول۔ گاندھی گارڈن کراچی ۳

★ — نواب بک سٹال مالک بابو موتن داس بلڈنگ متصل میمن مسجد بندر روڈ کراچی ۲

★ — ونتھلی بکسٹال مالک صدیق عمر بلڈنگ بالمقابل نیو میمن مسجد بندر روڈ کراچی ۲

★ — یار محمدؐ بلوچ۔ توحیدی چوک۔ نزد چاکی واڑہ کراچی ۲

★ — امام صاحب جامع مسجد جنرل پوسٹ آفس میکلوڈ روڈ۔ کراچی

★ — امام صاحب جامع مسجد بلاک ۵ ناظم آباد کراچی ۱۸

★ — امام صاحب جامع مسجد چھوٹا میدان اورنگ زیب کوارٹرز۔ ناظم آباد کراچی ۱۸

★ — محمد خلیل خان ۱/۲/۷۰/۷۔ ناظم آباد کراچی ۱۸

★ — عبدالرحمٰن صاحب بروہی امیر توحیدی جماعت نو آباد کراچی ۲

★ — تاج دواخانہ لاس بیلہ چوک۔ کراچی ۵

★ — طاہر بک ڈپو۔ صدر کراچی ۳

★ — خان محمد نیوز پیپر ایجنٹ سمرسٹ سٹریٹ صدر کراچی ۳

★ — موڈرن بکسٹال ایمپریس پوسٹ آفس صدر کراچی ۳

سے مل سکتا ہے۔

## بچوں کا صفحہ

# اسلام کا چوتھا رکن — روزہ

صبح صادق یعنی فجر کی پو پھٹنے سے سورج ڈوبنے تک کھانے پینے سے رکے رہنے کو روزہ کہتے ہیں۔

سنہ ۲ھ میں رمضان شریف کے مہینے کا روزہ رکھنا مسلمانوں پر فرض کیا گیا۔ جو بالغ، عاقل روزہ رکھنے کے قابل ہو، پورے رمضان کے روزے رکھے۔ اگر ایک روزہ بھی قصداً توڑے گا تو کفارہ لازم آئے گا۔ یعنی اس کے بدلے میں لگاتار ساٹھ روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔

### روزے کے فائدے:-

(۱) روزہ دار سے اللہ راضی ہوتا ہے اور آخرت میں اس کو جنت دیتا ہے۔

(۲) روزہ رکھنے سے دل میں نور اور اللہ کا ڈر پیدا ہوتا ہے جو سب سے بڑی نعمت ہے۔

(۳) روزہ رکھنے سے بھوک پیاس برداشت کرنے کی عادت پڑتی ہے اور آدمی کو طبیعت پر قابو ہو جاتا ہے۔

(۴) روزہ میں آدمی حلال چیزوں سے پرہیز کرنا سیکھ لیتا ہے۔ جس کی وجہ سے حرام چیزوں سے پرہیز آسان ہو جاتا ہے۔

(۵) روزے سے تندرستی بڑھتی ہے۔ اور بیماریاں دور ہو جاتی ہیں

(۶) روزہ کی بھوک پیاس سے دولتمندوں کو فقیروں کی بھوک پیاس کی تکلیف کا اندازہ ہوتا ہے اور وہ ان کی مدد کرنے لگتے ہیں۔

روزہ رکھنے والے کو صبح صادق سے پہلے سحری کھانا اور دن ڈوبتے ہی افطار کرنا سنت ہے۔

### روزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے:-

قصداً کھانے یا پینے یا قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر بھول کر کچھ کھا لیا یا پی لیا یا خود بخود قے آگئی تو نہیں ٹوٹتا۔

روزے میں مسواک کرنا، تیل، خوشبو یا سرمہ لگانا، گرمی کی وجہ سے سر، سینہ یا پاؤں پر پانی گرانا، نہانا، کھانے کا نمک چکھنا۔ اس طرح کہ نیچے نہ اترنے پائے۔

### روزہ کی قضا:-

جو لوگ رمضان میں بیمار یا سفر میں ہوں ان کو اختیار ہے کہ روزے نہ رکھیں۔ جب اچھے ہو جائیں یا سفر ختم کر چکیں تو دوسرے رمضان تک سال بھر میں جب چاہیں اتنے روزے رکھ لیں جتنے چھوٹ گئے ہوں۔

عورتیں جب تک پاک نہ ہوں روزے نہ رکھیں۔ جو روزے چھوٹ جائیں ان کی گنتی سال بھر کے دوسرے دنوں میں پوری کریں۔

کمزور یا بڈھے یا ایسے لوگ جو ہمیشہ بیمار رہتے ہیں اگر روزہ نہ رکھ سکیں تو ان کے اوپر قضا نہیں۔ ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دینا کافی ہے۔ اگر کھانا کھلانے کی سکت ہو۔

### نفلی روزے

ہمارے رسولِ پاکؐ رمضان کے روزوں کے علاوہ اور بھی بہت سے روزے رکھتے تھے جو فرض نہیں ہیں مگر ان کے رکھنے کا بڑا ثواب ہے۔ ان میں سے شوال کے مہینے کے چھ روزے ہیں اور عرفہ یعنی نویں ذو الحجہ کا روزہ جس دن کہ حج ہوتا ہے اور عاشورہ یعنی محرم کا روزہ جس دن کہ فرعون اور اس کا لشکر غرق ہوا تھا اور حضرت موسیٰ نے مع اپنی قوم کے نجات پائی تھی۔

عیدین اور قربانی کے دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے اور جو لوگ حج میں شریک ہوں ان کو عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

### اعتکاف

رمضان کے مہینے میں عبادتوں کا ثواب بہت بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے اس میں جہاں تک ہو سکے عبادت اور قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیئے۔ اس مہینے کی آخری دس راتوں میں سے کوئی طاق رات شب قدر ہوتی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں عبادت کر لینے سے آدمی کی نجات ہو جاتی ہے۔ ہمارے رسول اس رات کے لئے رمضان کے آخری دس دن مسجد ہی میں گزارتے تھے اور عبادت میں لگے رہتے تھے۔ اسی کو اعتکاف کہتے ہیں۔ جو کوئی اعتکاف میں بیٹھے اس کو بلا ضرورت مسجد سے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔

### صدقۂ فطر

جو روزہ دار نصاب کا مالک ہو اس کو چاہیئے کہ صدقۂ فطر یعنی انگریزی تول سے پونے دو سیر گیہوں یا تین سیر جو یا ان کی قیمت نکالے اور نماز عیدین جانے سے پہلے محتاجوں کو دے دے۔ اس صدقے سے روزوں میں جو چھوٹی چھوٹی خرابیاں ہوئی ہوں گی، وہ معاف ہو جائیں گی۔

---

## ماہِ رمضان

پھر سے روزوں کا مہینہ آگیا
ہر طرف رحمت کا بادل چھا گیا
تذکرے گھر گھر ہوں اچھے کام کے
ورنہ تم سب ہو مسلماں نام کے
اس مہینے کی نرالی شان ہے
یہ حبیب پاکؐ کا فرمان ہے
الغرض رمضان کی عظمت سرور
جاننے کی کیجیے کوشش ضرور

ایڈیٹر: عبید اللہ انور

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ محکمۂ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۰ ۲۷ ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء



فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا